غیر هما سے لکھتے ہیں "المعنی غیر باغ علی المسلمین ولا عاد علیهم' فیدخل فی الباغی والعادی قطاع الطریق' والخارج علی السلطان والمسافر فی قطع الرحم والغارة علی المسلمین و ما شاکله هذا صحیح فان البغی فی اللغة قصد الفساد' تفسیر قرطبی' الجز الثانی ص ۲۳۱۔۲۳۲

غیر باغ کا معنی ہے وہ مسلمانوں کے خلاف خرابی اور بگاڑ پیدا کرنے والا نہ ہو اور نہ ان کے خلاف ظلم و تعدی کرنے والا ہو' اس طرح باغی اور عادی میں۔ رہزن' حاکم اور بادشاہ کے خلاف خروج کرنے والا' قطع رحمی اور مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے سفر کرنے والا اور اس کے ہم معنی داخل ہوں گے اور یہ معنی صحیح ہے کیونکہ لغت کی رو سے بغی کا معنی فساد کا ارادہ کرنا ہے اور علامہ وھبہ زحیلی نے ضرورت کے لئے پانچ شرطیں بیان کی ہیں۔

۱۔ ضرورت فوری ہو اس کا مستقبل سے تعلق نہ ہو۔

۲۔ شرعی حرام کردہ چیز کھائے بغیر کوئی چارہ نہ ہو' کوئی جائز چیز میسر نہ ہو۔

۳۔ حرام چیز کی اباحت کا تقاضا کرنے والا عذر صحیح اور مکمل ہو یعنی بھوک یا خوف سے جان نکلنے یا کسی عضو کے تلف ہو جانے کا خطرہ ہو۔

۴۔ اضطراری حالت میں اسلام کی اساسی چیزوں کی مخالفت لازم نہ آتی ہو۔ اس لئے زنا' قتل' ارتداد اور کسی کا حق غصب کرنا' کسی صورت میں جائز نہیں ہے۔

۵۔ بقدر ضرورت استعمال کرے جس سے زندگی بچ جائے۔

جمہور کا نظریہ یہی ہے الفقہ الاسلامی وادلتہ۔ ج ۳' ص ۵۱۶۔۵۱۷۔

اس لئے علماء نے اس قاعدہ کے ساتھ جان بچانے کیلئے محرمات کا استعمال جائز ہے۔ یہ اصول بھی بیان کئے۔

۱۔ الضرورة تقدر بقدر الضرورة۔

"ضرورت کو بقدر ضرورت سے محدود کیا جائے گا۔"

۲۔ الاضطرار لا یبطل حق الغیر۔

"اضطرار سے دوسرے کا حق باطل نہیں ہوگا۔

الوجیز فی ایضاح القواعد الفقه الکلیة۔

اس تمام گفتگو کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ قرآن حکیم میں اضطرار سے متعلق تمام آیات کا تعلق صرف انسانی حیاتیات سے ہے۔ اس کے علاوہ ان آیات سے عمرانیات یا سیاسیات پر استدلال کرنا درست نہیں ہے۔ قدیم اور جدید مفسروں نے انسانی زندگی کے فوری بچاؤ کی ضرورت کے علاوہ ان آیات سے اور کوئی استدلال نہیں کیا۔

ایک واقعہ

ایک نوجوان آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ میرا باپ میری کمائی پر قبضہ و تصرف کرنا چاہتا ہے۔ باپ کو خبر لگی تو پیچھے پیچھے یہ بھی دربار رسالت میں حاضر ہوا اسی اثناء میں حضرت جبرائیلؑ نازل ہوئے اور فرمایا کہ اس بڈھے کی بھی روداد سن لیجئے جو اس نے خوبصورت اشعار کی صورت میں مرتب کیا ہے۔ آنحضرتؐ نے حکم دیا تو بوڑھے باپ نے نوجوان کو مخاطب کر کے کہا کہ جب تم بچے تھے تو ہم تمہارا پیشاب صاف کرتے تھے۔ پیشاب سے کپڑا گیلا ہو جاتا تو دوسرا خشک کپڑا بچھاتے۔ جب جاڑے کا موسم آتا تو تم کو گرم کپڑوں میں رکھتے اور طرح طرح سے گرمی پہنچاتے۔ تمنا یہ تھی کہ جب تم جوان ہو گے تو ہمارے کام آؤ گے مگر تم جوان ہونے کے بعد اسکے بدلہ میں ہمارے ساتھ سختی کرنے لگے اور درشت مزاجی دکھلانے لگے اور ہمارے احسانات و خدمات کی ناقدری کرنے لگے۔ آخری شعر سن کر حضورؐ آبدیدہ ہو گئے جو یہ تھا۔

فلیتک اذلم ترع حق ابوتی   کما یفعل الجار المجاور تفعل

ترجمہ:۔ اے کاش اگر تو میرے پدری حقوق کا لحاظ نہ کرتا تو اتنا تو کرتا جتنا کہ ایک اچھا پڑوسی اپنے کے ساتھ کرتا ہے۔ اس کی رودادِ غم سن کر حضورؐ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے اور نوجوان سے مخاطب ہو کر فرمایا: "انت و ما لک لابیک" کہ تو اور تیری دولت' دونوں پر باپ کو تصرف کا حق حاصل ہے۔ (الخصائص الکبریٰ)